ذکرِ جمیل

از

جناب سیّد غلام مرتضیٰ

ناظرِ نانوتوی

ناشر

سید محمد مقصود - جنرل سکریٹری انجمن پنجتنی (آگرہ)

نزد امام باڑہ جعفریہ حسین آباد گولیمار کراچی

ہدیہ ——— صرف ایک آنہ

(مطبوعہ باب الاسلام پریس کراچی)

حرفِ چند

مداحیٔ رسول وآلِ رسول کا شرف ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوتا۔ لیکن جن کو بارگاہ رسالتؐ و امامت سے کچھ مل جاتا ہے پھر وہ کسی اور آستاں کی طرف رُخ نہیں کرتے اور اپنی عزیز زندگیاں انھیں حق نما بزرگواروں کی مدح و منقبت میں گذار دیتے ہیں۔ اس مدح گستری سے مداحوں کی زبان و بیان کو محمدؐ وآلِ محمدؐ کی شیرینی و لطافت گفتار کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے سُننے اور پڑھنے والوں کے دل کلام کی جانب کھینچنے لگتے ہیں، ایسے ہی مداحوں میں جناب ناظرؔ نانوتوی بھی شامل ہیں۔

موصوف ایک کہنہ مشق شاعر ہیں اور استادانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنی ساٹھ سالہ زندگی کا بہت بڑا حصہ منقبت محمدؐ وآل محمدؐ میں گذار چکے ہیں آپ کے کلام میں زبان کی پاکیزگی و شگفتگی اور بیان کی سادگی و صفائی خاص طور پر نمایاں نظر آتی ہے، علاوہ ازیں طرزِ ادا نہ صرف واضح اور سُلجھا ہوا

ہے بلکہ ندرت و جدت کا حامل بھی ہے اور عام شاہراہ سے ہٹ کر ہٹنے کی بڑی لطیف کوشش کا آئینہ دار ہے۔

موصوف ایک گوشہ نشین بزرگ ہیں اور نام و نمود سے قطعی بے نیاز ہیں۔ انجمن پنجتنی (آگرہ) کراچی آپ کے غیر مطبوعہ ذخیرہ کلام میں سے ایک قصیدہ مدح رسالت مآب ہیں اور ایک مسدس مجاہد کربلا کے عنوان سے انتخاب کر کے نذر قارئین کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے جس کی واحد غرض و غایت حصول ثواب ہے۔

مجھے امید ہے کہ صاحبان ذوق اس کی قدر فرمائیں گے۔

۵ اگست ۱۹۵۸ء

نیاز مند
ناز اکبر آبادی
ناظم ادارۂ تصنیف و تالیف
انجمن پنجتنی (آگرہ) حسین آباد، گولیمار
کراچی

قصیدہ مدحِ رسالت مآب میں

صبح ازل میں نور وہ چمکا، ہونے لگا ہر سمت اُجالا
ظلمتِ شب کا ہٹ گیا پردہ ہو گیا لو وہ نور کا تڑکا

علم میں اپنے کنز حقیقت، آپ تھا مخفی صورتِ وحدت
ہو کوئی عارف تھی یہ مشیت تھا نہ کوئی پہچاننے والا

خلق ہوا اب نور محمدؐ، کون و مکاں کی غایتِ ابجد
عرش کی زینت فرش کی عزت عاشقِ حق محبوب خدا کا

لطف سے حق نے اوس پہ نظر کی رحمتِ خالق وجد میں آئی
صنعتِ صانع ناز سے بولی ہے یہ کمالِ فخر ہمارا

حق کی مشیت آپ تھی نازاں، قدرتِ خالق داد کی خواہاں
جھوم رہی تھی رحمتِ یزداں، حق نے کہا محبوب ہمارا

نور سے جس کے عالم امکاں ہو گیا یکسر روشن و تاباں
برقِ وجود رحمتِ حق کا آیا نظر ہر چیز میں جلوا

ارض وسماء شمس و قمر سب ہو گئے پیدا نار و جناں تب
حور و ملک جن نجم و کواکب بحر و بر و منلا طم دریا
دشت و جبل پستی و بلندی اور نمیں نمائش شام و سحر کی
روز و شب و نور و تاریکی سب ہے عیاں قدرت کا کرشمہ
حمد میں تھے مصروف فرشتے گونجتے تھے تسبیح کے نغمے
خلد و جہنم بے رونق تھے لطف و غضب کا تھا نہ تماشا
گذرا یونہی اک دور زمانہ تھا نہ کوئی اپنا بیگانہ
حمد خدا سے کام تھا سب کو درد دلی کے تھے نہ شناسا
خلق ہوا تب آدم اول سب سے بہتر سب سے افضل
علم میں کامل عقل میں اکمل اس کو بنایا اپنا خلیفہ
نور ازل پیشانی میں اوسکی رکھ کے نہاں قسمت چمکا دی
ایسی فضیلت اس کو بخشی جسکو ملائک نے کیا سجدہ
مشت غبار طینت آدم پھیلی کچھ ایسی بن گئے عالم
نفرت و الفت طبع میں اوسکی جمع کیا اضداد کو یکجا

محفل کن کا پہلا وہ ہادی وحدت حق کا پہلا منادی

محفل عالم جس نے سجا دی لیکے اٹھا تعمیر کا بیڑا

آتے رہے خالق کی طرف سے ہادی و رہبر منزل حق کے

نور یہی اصلاب میں اون کے کرتا رہا ہر غم کا مداوا

بن گئی دنیا سج گئی محفل بچھ گئیں آنکھیں جھک گئے جب دل

نور یہ آخر منزل منزل صلب میں عبداللہ کے آیا

پہلے بنایا بعد میں بھیجا اس سے یہ مطلب تھا قدرت کا

محفل امکاں جب سج جائے جائے وہاں محبوب ہمارا

نور خدا کی پھیلی تجلی دور ہوئی ساری تاریکی

ٹوٹے دلوں کو اب ہے تسلی رحمت حق کا سورج چمکا

خلق میں آیا نور مجسم نور کا پیکر نور کا محرم

ہو گیا نورانی سب عالم جسم مبارک ہے بے سایہ

صاحب عرفاں حامل قرآں حق کا منادی حق کا نگہباں

رحمت خالق عاشق یزداں ٹوٹے دلوں کا جوڑنے والا

خوف سے ثبت ہیں آج پریشاں دل نہیں رکھتے جسم میں لرزاں

کعبۂ حق ہے فخر سے نازاں غلِ علی کا شور ہے برپا

صدق امانت کا یہ کامل حق کا امیں باطل کا مقابل

شاہ دو عالم فخر یہ مائل بیکسوں کا مضبوط سہارا

مشعلِ ایماں حق کا نگہباں کہتی ہے ہنس کر آیت قرآں

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

ظلم و ستم کی محفل اجڑی جنگ و جدل کی مٹ گئی گرمی

بغض و حسد کی آگ ہے ٹھنڈی لطف و محبت کا ہوا چرچا

فخر و شیخت پڑ گئے دھندلے قوم و قبیلے مل گئے سارے

ایک ہوئے سب گورے کالے ملک عرب کا نقشہ بدلا

گھٹ گیا زور ظلم و ضلالت ہو گئی روشن شمع رسالتؐ

کفر سے نفرت حق سے محبت بجنے لگا توحید کا ڈنکا

سرد پڑے ہیں آتش خانے شرک کے ہیں ویران کاشانے

ہوش میں آئے سب دیوانے پڑھنے لگے اسلام کا کلمہ

ناظرؔ خوش ہو وقت دعا ہے باب اجابت دیر سے وا ہے

لطف الٰہی حد سے سوا ہے مانگ لے جو ہے مانگنے والا

مجاہد کربلا

یہ مسدس تیرہ سو سالہ یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ کے جلسہ
فرخ آباد میں پڑھا گیا تھا۔

اے حسینؑ اے عالم انسانیت کے افتخار
اے حسینؑ اے محسن اسلام فخر روزگار
اے حسینؑ اے ملک تسلیم و رضا کے تاجدار
اے حسینؑ اے صاحب عزم بلند و استوار
مجمع البحرین کے اے گوہر خوش آب تاب
اے امام انس و جاں اے وارث ام الکتاب

حامیِ دین حجتِ حق صاحبِ خُلقِ عظیم

مظہرِ اوصافِ ربانی کریم ابن کریم

رحمتِ حق اہلِ عالم کو سرا فیضِ عمیم

مصلحِ عالم مجسم آیتِ ربّ الرحیم

کرتے کرتے تو ہدایت اس طرح چُپ ہو گیا

جس طرح آغوش میں ساحل کے دریا سو گیا

تھا عجب ناگفتنی اس وقت انسانوں کا حال

ہو رہا تھا دین آئینِ شریعت پائمال

کر لئے تھے سب حرامِ شرع انساں نے حلال

اپنے افعالِ قبیحہ پر نہ تھا کچھ انفعال

حق و باطل میں نہ کچھ باقی رہا تھا امتیاز

منہمک تھے زشتِ اعمالی میں محمود و ایاز

بادشاہ وقت نے پایا تھا کچھ ایسا مزاج
چاہتا تھا جاہلیت کے رواسم کا رواج
تھا میسر زور و قوت ملک و دولت تخت و تاج
اہلِ دنیا کر رہے تھے پیش طاعت کا خراج

راہزن کو رہبری کا دعویٔ باطل بھی تھا
راہ حق کا بھی کفر پہ مائل بھی تھا

فاسق و فاجر بنا تھا داعیٔ دین مبین
جس کے دل میں خوف حق تھا نہ رسالتؐ کا یقیں
کر دیئے تھے محو بے خوف و خطر احکام دیں
عالمانِ شرع تھے سب خوف سے گوشہ نشیں
تھے کچھ اصحاب پیمبر بھی فقیہ و متقی
دم بخود تھے سب کوئی اصلاح کی صورت نہ تھی

دشمنِ انسانیت اخلاق سے عاری یزید
ہو نبیؐ کا جانشیں تھا عقل سے بالکل بعید
تھی تمنا اوس کی ہوں محکوم گمراہ و سعید
ذمہ دار افراد سے ہو جائے تائید مزید
سب کو طاعت پر کیا مجبور ظلم و جبر سے
دیکھتا سب کچھ رہا بیٹھا ہوا نہ صبر سے

طالب بیعت ہوا تجھ سے بھی ظالم بادشاہ
تا رہے دل میں نہ باقی اوسکے خوفِ سنگِ راہ
چاہتا تھا نوع انساں کو کرے ظالم تباہ
ہو شہِ دنیا و دیں تسلیم وہ بے اشتباہ
نام دنیا میں رہے باقی نہ پھر اسلام کا
خلق میں ڈنکا بجے دن رات اوسکے نام کا

تو امام خلق تھا اے نائب خیر الانام
تیری بیعت تھی ثبوتِ فتح باطل لاکلام
کوئی دنیا میں نہ رہتا لینے والا حق کا نام
پیروِ ابلیس ہو جاتے بنی آدم تمام
تو نے دفعتاً ظلم کر کے اپنی ساری کائنات
حجتِ حق کربلا کے بن میں کھولی حق کی بات

باپ نے کفارہ تیرے ترکِ اولیٰ کا کیا
عمر بھر گندم نہ کھائے اور رکھی جو کی غذا
حق و باطل کا کیا سر تو نے آخر معرکا
کون ہادی ہے مضلل ہے کون ثابت کر د
کس کا جادہ ہے ہمیشہ سے صراط مستقیم
دشمنِ حق کون ہے بدبخت و گمراہ و لئیم

کربلا کے اے مجاہد بات کے اپنے دھنی

محسن عالم، غریب بینوا، دل کے غنی

بات بڑھ کر نفس کی عزت پہ جب دم آ بنی

کفر جب ایماں سے ٹکرایا لڑائی کی ٹھنی

تو نے ثابت حق کو حق، باطل کو باطل کر دیا

اپنی قربانی سے دین حق کو کامل کر دیا

ظالم و جابر کی تو نے طاعت بے جا نہ کی

کثرت افواج اعدا کی ذرا پروا نہ کی

تر زباں سوکھی ہوئی تو نے لب دریا نہ کی

بیعت فاسق نہ کرنا تھی نہ کی اصلا نہ کی

دیکھے سر، سر کر لیا آخر کو میدان وفا

کر دکھایا تو نے پورا اپنا پیمان وفا

کربلا کے بن میں آیا چھوڑ کر اپنا وطن
راہ الفت میں سہے سو طرح کے رنج و محن
سامنے آنکھوں کے سب کٹوا دیا اپنا چمن
ظلم سہہ سہہ کر کیا ہر بار شکر ذوالمنن
اس طرح تو نے کیا طے صبر کا ہر مرحلہ
آسمان کے رہنے والوں کو تعجب ہو گیا

سر کٹایا گھر لٹایا پیاس کا صدمہ سہا
دم نہ مارا گود کے پالوں کا خون آ گے بہا
مل کے تیر ظلم سے زخم جگر ہنستا رہا
خون دل آنکھوں سے بنکر اشک حسرت بہہ گیا
جادۂ حق سے نہ لیکن پاؤں کو جنبش ہوئی
ہو گئی ضرب المثل عالم میں پامردی تری

ہر قدم تیرا رہِ حق میں ہدایت کوش تھا
قافلہ تیرا مبلّغ بھی تھا اور خاموش تھا
دل میں سب کے نصرتِ اسلام کا اک جوش تھا
جاں نثاروں کو ترے سر بھی وبالِ دوش تھا
تھے بہتّر کُل مگر لاکھوں پہ بھاری ہو گئے
حق پہ قرباں سب بہادر باری باری ہو گئے

راہِ حق میں موت کو سمجھے حیاتِ جاوداں
پیاس کی شدت سے دل سینوں میں تھے سب کے طپاں
سُرخ چہرے دھوپ میں مسرور تھے پیر و جواں
دے رہے تھے قوتِ ایماں کا اپنی امتحاں
جسم پر تیر و سناں کھاتے تھے بڑھ کر شوق سے
خود گرے پڑتے تھے تلوار پہ فرطِ ذوق سے

دے گئے ایثار و ہمدردی کا دنیا کو سبق

اپنی جانوں سے تجھے سمجھے حفاظت کا احق

تھا یہ حسن خلق دشمن بھی ہوئے مائل بحق

جان دے کر لطف باری کے ہوئے سب مستحق

کر گئے ملک وفا میں نام وہ جانباز سب

تیر بڑھ بڑھ کر لئے سینوں پہ لے خوف و تعب

صبح سے تا ظہر لاشوں کا اوٹھانا یاد ہے

ہر دفعہ خیمے سے پھر مقتل کا جانا یاد ہے

اصغر بے شیر کا میدان میں لانا یاد ہے

تیر کھانا حلق پہ اور مسکرانا یاد ہے

اس طرف جنگاہ میں یہ ظلم کے سامان تھے

اس طرف تو تھا۔ زمانے پر تیرے احسان تھے

جس طرح ممکن ہوا حق کی حمایت تو نے کی
ہر مصیبت تو نے جھیلی ہر جفا تو نے سہی
بچ گیا پامال ہونے سے مگر دینِ نبیؐ
حق پہ مر مٹتے ہیں یوں دُنیا کو یہ تعلیم دی
مرنے والے تا قیامت روئیگی دنیا تجھے
زیرِ خنجر تو نے خالق کے ادا سجدے کئے

تیری شانِ عبدیت پر روحِ آزادی نثار
اس سیاست پر تری قرباں سیاست داں ہزار
اہلبیتِ مصطفےٰؐ کا فرض تھا عز و وقار
تیری چشمِ دوربیں تھی ناظرِ انجام کار
ساتھ لایا تھا انھیں تشہیر ہونے کیلئے
سلطنت کے ظلم کی کشتی ڈبونے کیلئے

جان دے کر روح پھونکی پیکر اسلام میں
کی نہ شرکت تو نے ہرگز سلطنت کے کام میں
فتح باطل کی ہوئی اوس کے خیالِ خام میں
عید تھی تیری شہادت پر دیارِ شام میں
اہل دنیا اس کے بُرے انجام سے واقف نہ تھے
قصرِ استبداد کے ارکان آخر ہل گئے

تیری خواہر کا وہ خطبہ الحفیظ والاماں
دنگ تھے سُن کر جسے سارے عرب کے خوش بیاں
منہ میں زینب کے لسان اللہ کی تھی گویا زباں
حق و باطل کو کردیا جس نے زمانے پر عیاں
چشم عالم سے اٹھے سب مکر و غفلت کے حجاب
ہو گئی اہل سیاست کی سیاست بے نقاب

جانتے تھے سب پیمبر کا کوئی وارث نہیں

بانشین مصطفےٰ ہے بس یزید بد لقب

اِن کے خطبے سُن کے اہلِ شام کی آنکھیں کھلیں

جامۂ مکر و دغا کی دھجیاں اڑنے لگیں

ہو گیا برباد آخر ظلم کا گلشن تمام

آج دنیا میں نہیں لیتا کوئی ظالم کا نام

تیری چوکھٹ پر جھکے ہیں آج بھی شاہ و گدا

سجدہ گاہِ خلق ہے خاکِ زمینِ کربلا

راہبر اہلِ بصیرت کا ہے تیرا تذکرہ

تیرا درسِ حریت ہے دردِ عالم کی دوا

جسمِ آزادی میں جان آئی تیری گفتار سے

نعرۂ الموت اولیٰ من رکوب العار سے

نام لیتے ہیں سیاست داں ترا اسٹیج پر

ہنر کا لیڈر تجھے کہتا ہے اپنا راہبر...

گذرے تیرہ سو برس تیری شہادت کو مگر

ہیں امانت دار عالم کی تواریخ و سیر

لفظ جو نکلا زباں سے جو قدم اٹھا ترا

مردہ دل اقوام عالم کو وہ زندہ کر گیا

محسن عالم ذرا گرتے ہوؤں کو پھر سنبھال

رحم کے قابل ہے دنیا میں بنی آدم کا حال

ہو چکا حد سے زیادہ آدمیت کا زوال

مٹ گئی انسانیت باقی ہے حب ملک و مال

اس مریض جاں بلب میں پھونک دے روح حیات

جس سے پھر انسان میں پیدا ہوں انسانی صفات

لے علیؑ کے لختِ دل اے نورِ چشمِ مصطفٰےؐ

اے نبیؐ کے جانشیں اے راہِ حق کے رہنما

ناخدائے کشتیٔ اسلام بعد از مجتبیٰؑ

نسل میں تیری امامت اب رہے گی رونما

حشر تک انساں ترا درسِ عمل دوہرائیں گے

طالبانِ راہِ حق جس سے ہدایت پائینگے

ناظرِؔ دل خستہ و آشفتہ و غمگیں ترا

طالبِ لطف و کرم ہے اے شہیدِ کربلا

در سے جو مانگا ترے سائل کو وہ ملتا رہا

دل میں رکھتا ہے یہ خادم بھی فقط اک مدعا

ذکرِ حق کے واسطے کچھ قوتِ تقریر ہو

بات حق نکلے زباں سے اور پُر تاثیر ہو

اطلاع

ادارۂ تصنیف وتالیف انجمن پنجتنی (آگرہ) نے موزوں اور مخصوص مواقع پر معروف وغیر معروف شعرائے قدیم وجدید کا منتخب کلام منقبت وعزا مع مختصر تعارف پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی پیشکش یہ مختصر سا مجموعہ ہے۔ جملہ حضرات سے تعاون کی درخواست ہے

☆

سنہ ۱۳۷۸ھ کا بہترین تحفہ

تجلیاتِ فکر

چند خصوصیات:-

(۱) اسلامیات اور حسینیت پر اردو، انگریزی کے چالیس معیاری اور فکر انگیز مضامین جن میں مشرق و مغرب کے ممتاز مفکرین اور اہلِ قلم کی بلند پایہ نگارشات شامل ہیں۔

(۲) اردو، فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں کا پاکیزہ اور منتخب کلام، شعرائے قدیم و جدید کے تاثرات کا آئینہ دار ہے۔

(۳) رسالہ سائز کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے جس کی اشاعت کا واحد مقصد اسلام اور ہادیانِ اسلام کو جدید دور میں سمجھنے اور سمجھانے کیلئے معقول مواد پیش کرنا ہے۔

ہدیہ:- —— صرف —— دو روپے آٹھ آنے

پیش کردہ

انجمن پنجتنی (آگرہ) حسین آباد گولیمار، کراچی